جماعت کی عظمت و طاقت بلند تقویٰ اختیار کرنے میں ہے

(خطبہ جمعہ ۲۵ / جون ۱۹۸۲ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾ (الفرقان: ۷۵)

اور پھر فرمایا:

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس میں دعا کی صورت میں مومنوں کو کچھ ہدایات عطا فرمائی گئی ہیں۔ ان میں سے دو کی طرف میں خصوصیت کے ساتھ آپ کو توجہ دلانی چاہتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ فرمائی گئی کہ مومن اپنے رب سے یہ دعا کرتے ہیں کہ اے آقا! تو ہی ہماری بیویوں اور ہماری اولاد سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک کے سامان پیدا فرما اور دوسری درخواست یہ کی گئی کہ آنکھوں کی ٹھنڈک کا یہ سامان کچھ اس رنگ کا ہو کہ ہم متقیوں کے سربراہ بنیں۔ متقیوں کے پیشوا کہلائیں۔ متقیوں کے آباء و اجداد بن کر تاریخ میں چمکیں۔ فاسق اولاد پیچھے نہ چھوڑ کر جائیں۔

اس میں پہلی قابل توجہ بات تو یہ ہے کہ ہم آنکھوں کی ٹھنڈک کی جو دعا کرتے ہیں اور ایک

دوسرے کو اس دعا کی درخواست کرتے رہتے ہیں کہ اے اللہ! ہماری اولاد کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قابل قدر آنکھوں کی ٹھنڈک، آنکھوں کی حقیقی ٹھنڈک، آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو دراصل ذکر کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اولاد متقی بن جائے۔ اور کسی کو اس سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب نہیں ہو سکتی کہ وہ اپنی اولاد کو متقی دیکھ لے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑے بے ساختہ اور پیارے انداز میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ایک دعا کی شکل میں اپنے رب کے حضور عرض کرتے ہیں

ے یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا (درثمین)

کہ اے میرے آقا! آخری نگاہ جو میری اپنی اولاد پر پڑ رہی ہو وہ ایسی ہو کہ میں ان کو متقی حالت میں دیکھ کر دنیا سے رخصت ہو رہا ہوں۔ سب سے زیادہ معراج آنکھوں کی ٹھنڈک کا اس وقت انسان چاہتا ہے جب وہ زندگی کے انجام تک پہنچ کر آخری نگاہیں ڈال رہا ہوتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کا خلاصہ یوں بیان فرمایا:

ے یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا
جب آئے وقت میری واپسی کا (درثمین)

پس سب سے پہلے تو جماعت احمدیہ کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ کرنی چاہئے کہ ہم لوگ نیک اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے بنیں۔ فاسق اور بد اولاد پیچھے چھوڑ کر جانے والے نہ بنیں۔ اور یہ چیز دعا کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ نصیحت دعا ہی کے رنگ میں ہمیں سکھائی گئی ہے اور خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ دلانا مقصود ہے کہ دعائیں کرو گے تو اس اعلیٰ مقصد کو حاصل کر سکو گے۔ اگر محض اپنی تربیتوں پر انحصار کرو گے یا اپنی کوششوں پر بھروسہ کرو گے تو یہ اعلیٰ مقصد تمہیں نصیب نہیں ہوگا۔

پس بہت دعا کرنی چاہئے اپنی اولاد کیلئے۔ اور دعا صرف بچوں کی پیدائش کے بعد ہی نہیں، پیدائش سے پہلے بھی کرنی چاہئے۔ بعض دفعہ تو انبیاء نے ایسی دعائیں کیں کہ سینکڑوں سال بلکہ ہزاروں سال بعد آنے والوں کیلئے بھی انہوں نے دعائیں کیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

خانہ کعبہ کی عمارت کو اٹھاتے ہوئے آنحضرت سید ولد آدم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو دعائیں کیں وہ ہزاروں سال بعد میں پیدا ہونے والے ایک بچہ ہی کیلئے تو دعا تھی۔ پس صرف یہی نہیں کہ اپنی اس اولاد کیلئے دعائیں کریں جو آپ کے سامنے حاضر کے طور پر پیش ہو چکی ہو بلکہ اس اولاد کیلئے بھی دعائیں کریں جس کا کوئی وجود ابھی نہیں بنا۔ اس اولاد کے لئے بھی دعائیں کریں جو نسلاً بعد نسلٍ پیدا ہوتی چلی جائے گی اور قیامت تک آپ کی ذریت کے طور پر دنیا میں باقی رہے گی۔ تو ان سب کے لئے تقویٰ کی دعا کو اولیت دیں اور سب سے زیادہ اسی دعا کی طرف توجہ کریں۔

دوسری بات میں یہ بیان کرنی چاہتا ہوں کہ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا میں اسلامی نظریۂ قیادت پیش کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام میں قیادت اور سرداری کا تصور دنیا کی دوسری قوموں کے قیادت اور سرداری کے تصور سے بالکل مختلف ہے۔ محض قوموں کی سرداری عطا ہو جانا کوئی حقیقت نہیں رکھتا اگر فاسقوں، بدکاروں، بے عمل لوگوں کی سرداری نصیب ہو تو وہ سرداری بجائے فخر کے ایک لعنت بن جاتی ہے۔ چنانچہ فرعون کو جس قوم کی سرداری نصیب ہوئی وہ اس کے لئے بھی لعنت تھی اور قوم کے لئے وہ سرداری لعنت بن گئی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سرداری کو اہمیت محض تقویٰ کے اوپر ہے۔ اگر متقی لوگ تمہارے پیچھے ہوں گے، اگر متقی لوگ تمہارے پیروکار بنیں گے تو اس سرداری کو قابل توجہ قابل فخر، قابل فخر تو نہیں کہہ سکتے مگر اس لائق ہے کہ اللہ کے حضور دعائیں کر کے ایسی سرداری حاصل کی جائے۔ یہی سرداری ہے جس کی دنیا و آخرت میں اللہ کی نظر میں کوئی قیمت ہے۔ اس کے سوا سیادت اور قیادت کے کوئی بھی معنے نہیں۔

پس اس نقطۂ نگاہ سے جب ہم غور کرتے ہیں تو خلافت احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں ہے۔ ایک خلیفۂ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔ جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔ خلیفۂ وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی سیادت اور قیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔ یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔

پس ہماری دعا ہونی چاہئے۔ آپ کی میرے لئے اور میری آپ کے لئے ، آپ اپنے

رب کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے ہمیشہ یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے تقویٰ نصیب فرمائے۔ ایسا تقویٰ جو اس کی نظر میں قبولیت اور اس کی درگاہ میں مقبولیت کے قابل ہو اور میری ہمیشہ یہ دعا رہے گی کہ مجھے بھی اور آپ کو بھی اللہ تعالیٰ تقویٰ عطا فرمائے کیونکہ بحیثیت آپ کے امام کے اور بحیثیت خلیفۃ المسیح کے مجھے جتنی زیادہ متقیوں کی جماعت نصیب ہوگی اتنی ہی زیادہ ہم اسلام کی عظیم الشان خدمت کر سکیں گے۔ احمدیت کو اتنی ہی زیادہ قوت نصیب ہوگی اتنی ہی زیادہ احمدیت کو عظمت نصیب ہوگی۔ محض اعداد کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ روحانی دنیا میں اعداد کے ساتھ فضیلتیں نہیں ناپی جاتیں۔ جب آنحضرت ﷺ کی بعثت ہوئی تو ساری دنیا کی کل قیمت ایک وجود یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مقابل پر آپؐ کی جوتی کی خاک کے برابر بھی نہیں تھی۔ وہ ایک ہی وجود تھا جو اس دنیا میں خدا کا قائمقام تھا اور وہ ایک ہی وجود تھا جس کی خاطر ساری کائنات کو قربان کر دیا جاتا تو عرش الٰہی میں ایک ذرا سا بھی ارتعاش پیدا نہ ہوتا۔

پس حقیقت میں خدا تعالیٰ کے ہاں قیمت اقدار کی ہوا کرتی ہے، تعداد کی کوئی قیمت نہیں ہوتی اور وہی تعداد باعث برکت ہوتی ہے جو اعلیٰ اقدار کے نتیجہ میں خود بخود نصیب ہو جایا کرتی ہے۔ جب کسی قوم میں زندہ رہنے کے قابل قدریں پیدا ہو جائیں، جب تقویٰ کا معیار بلند ہو جائے تو اتنی عظیم الشان مقناطیسی قوت پیدا ہو جاتی ہے کہ باہر کی دنیا کی تعداد خود بخود کھنچتی چلی آتی ہے اور تقویٰ والوں کے ساتھ آ کر ہم آہنگ ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نئی تقدیر ظاہر ہوتی ہے اور عددی غلبہ بھی نصیب ہو جاتا ہے۔ مگر اس عددی غلبہ کی قیمت، اس کی حیثیت محض یہ ہے کہ اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب ہو تو قدر کے لائق ہے اگر یہ تقویٰ کے تابع نصیب نہ ہو تو اس کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہتی۔

پس ہمیں دوسری دعا یہ بھی کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ کی نظر میں ہم متقیوں کی وہ جماعت ہوں جن کے مقابل پر اللہ کی نظر میں دنیا کی ہر دوسری چیز قربان کئے جانے کے لائق ہو اور دنیا میں یہ ایک عظیم الشان معجزہ رونما ہو کہ متقیوں کی یہ جماعت جو ساری کائنات کی سردار مقرر کی گئی ہے، یہ ساری دنیا کی خادم بن کر، ان پر نچھاور ہوتے ہوئے، ان کے لئے قربانیاں کرتے ہوئے، ان کی بھلائی کیلئے دعائیں کرتے ہوئے ان کو اپنی ذات میں ضم کرتی چلی جائے۔

بیک وقت کی سرداری اور بیک وقت کی خادمانہ حالت یہ بھی ایک ایسا اسلامی تصور ہے جس کا باہر کی دنیا میں کوئی تصور نہیں پایا جاتا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں یہ اصول سکھایا اور یہ راز سمجھایا کہ سَيِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ (الجہاد لابن المبارک کتاب الجہاد حدیث نمبر 207) اگر تم حقیقتاً دنیا کے سردار رہو، اگر خدا کی طرف سے سیادت کا تاج تمہارے سروں پر رکھا گیا ہے تو حق دار اسی وقت تک رہو گے جب تک کہ باقی دنیا کی خدمت میں لگے رہو گے۔ اگر خدمت لینے کی خاطر سردار بننے کی کوشش کرو گے تو یہ سرداری تم سے چھین لی جائے گی۔

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران: ۱۱۱) میں بھی یہی سبق عطا فرمایا گیا کہ تم بہترین امت ہو لیکن اس شرط کے ساتھ کہ لوگوں کی بھلائی اور خدمت کے کام کرتے رہو۔ جب تک یہ صفت تم میں باقی رہے گی۔ جب تک تم خدمت کی سعادت پاتے رہو گے، اللہ کی نظر میں تم بہترین قوم کہلاتے رہو گے۔ جب ان باتوں سے عاری ہو جاؤ گے اور بنی نوع انسان کی بہبود سے مستغنی ہو جاؤ گے تو پھر سرداری کی ردا تم سے چھین لی جائے گی۔

پس ہمیں یہ بھی دعا کرتے رہنا چاہئے کہ یہ سعادت جو اللہ تعالیٰ نے آج کے زمانہ میں ہمیں نصیب فرمائی کہ ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نمائندگی کر رہے ہیں، ہم وہ قوم ہیں جو خدا کی نظر میں زندہ رکھنے کے لائق ہیں اور ہمارے مقابل پر کوئی عددی اکثریت کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی، ہم اپنی اس حیثیت کو نہ بھولیں کہ یہ سرداری دراصل خدمت کے لئے عطا ہوئی ہے بنی نوع انسان کی بہبود کی خاطر عطا ہوئی ہے ان پر راج کرنے کے لئے نہیں، ہاں دلوں پر راج کرنے کے لئے ہے۔ دلوں کو فتح کرنے کے لئے ہے۔ ان پر پیار اور عشق اور محبت کی حکومت کرنے کیلئے ہے۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین رنگ میں، اس اصطلاح میں جس اصطلاح میں قرآن باتیں کرتا ہے، ہمیں سیادت عطا فرمائے اور ہمیشہ یہ سیادت قائم اور دائم رکھے۔

اس کے بعد میں تقویٰ سے متعلق ایک حدیث نبوی ؐ آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش کرتا ہوں جو تقویٰ کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمائے تھے۔

عرباض روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ ایک دن تشریف لائے تو آپ ؐ نے ایک ایسا وعظ کیا جو بہت ہی فصیح و بلیغ تھا۔ اس کے نتیجہ میں ذُرفت منها العيون ہماری آنکھیں بہنے لگ

پڑیں۔آنسو جاری ہوگئے وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ اور ہمارے دلوں پر ایک لرزہ طاری ہوگیا۔ میرے باپ نے اس پر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ وعظ تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وداع کا وعظ ہے۔ گویا آپؐ ہم سب سے رخصت ہونے کے قریب ہیں تو آپؐ ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جس کو ہم پکڑ کر بیٹھ رہیں۔کوئی ایسی بات کہیں جس عہد پر ہم ہمیشہ قائم ہو جائیں۔تو آنحضرت ﷺ نے جواب میں صرف اتنا فرمایا اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ (ترمذی ابواب العلم باب ما جاء فی الاخذ بالسنة واجتناب البدع) کہ میں تمہیں اللہ کے تقویٰ کی نصیحت کرتا ہوں اور یہ نصیحت کرتا ہوں کہ جب سنا کرو تو اطاعت کیا کرو۔اور سننے اور اطاعت کے درمیان کوئی حیل و حجت داخل نہ ہونے دیا کرو۔

وَالسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ کا مطلب یہ ہے کہ سننا اور اطاعت کرنا اور کیوں اور کس لئے کی بحثیں نہ اٹھانا۔

پس آنحضرت ﷺ نے ایک ایسے وقت میں جو خاص رقت کا وقت تھا اور جدائی کے لمحات قریب تھے، ہمیشہ کیلئے سب سے زیادہ بنیادی، سب سے زیادہ قائم اور دائم رہنے والی اور قائم اور دائم رکھنے والی جو نصیحت بیان فرمائی وہ تقویٰ کی تعلیم تھی۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقویٰ کے موضوع پر بہت کچھ فرمایا نثر کی صورت میں بھی اور نظم کی صورت میں بھی۔میں ایک نثر کا اقتباس اور ایک نظم کا اقتباس آپ کے سامنے رکھ کر اس خطبے کو ختم کروں گا۔

آپؑ فرماتے ہیں:

”حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ (الانفال:۳۰)

وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ (الحدید:۲۹)

یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتقا کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور

تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا اور تمہاری ہر ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ (راہیں) نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں تمہارے حواس کی راہیں ہیں، وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے۔

اب اس آیت سے صاف طور پر ثابت ہے کہ تقویٰ سے جاہلیت ہرگز جمع نہیں ہوسکتی ہاں فہم اور ادراک حسب مراتب تقویٰ کم و بیش ہوسکتا ہے۔ اسی مقام سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بڑی اور اعلیٰ درجہ کی کرامت جو اولیاء اللہ کو دی جاتی ہے جن کو تقویٰ میں کمال ہوتا ہے وہ یہی دی جاتی ہے کہ ان کے تمام حواس اور عقل اور فہم اور قیاس میں نور رکھا جاتا ہے اور ان کی قوتِ کشفی نور کے پانیوں سے ایسی صفائی حاصل کر لیتی ہے کہ جو دوسروں کو نصیب نہیں ہوتی ان کے حواس نہایت باریک بین ہو جاتے ہیں اور معارف اور دقائق کے پاک چشمے ان پر کھولے جاتے ہیں اور فیض سائغ ربانی ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری ہو جاتا ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۷۷ تا ۱۷۹)

پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نظم میں جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ے وہ دُور ہیں خدا سے جو تقویٰ سے دُور ہیں
ہر دم اسیر نخوت و کبر و غرور ہیں

تقویٰ یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو
اس بے ثبات گھر کی محبت کو چھوڑ دو
اس یار کے لئے رہ عشرت کو چھوڑ دو
اسلام چیز کیا ہے؟ خدا کے لئے فنا
ترک رضائے خویش پئے مرضئ خدا
جو مر گئے انہی کے نصیبوں میں ہے حیات
اس رہ میں زندگی نہیں ملتی بجز ممات
اے کرم خاک! چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک۔ مرضئ مولیٰ اسی میں ہے
تقویٰ کی جڑھ خدا کے لئے خاکساری ہے
عفت جو شرط دیں ہے وہ تقویٰ میں ساری ہے

(براہین احمدیہ جلد پنجم، روحانی خزائن جلد 21 ص 17)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح معنوں میں تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

احباب جماعت نے یہ دردناک خبر سن لی ہوگی کہ رات اچانک مکرم محترم چوہدری ظہور احمد صاحب سابق آڈیٹر۔ ناظر دیوان کا حرکت قلب بند ہونے سے انتقال ہوگیا (انا للہ وانا الیہ راجعون) بہت ہی مخلص، دیرینہ خادم تھے۔ مجھے بھی ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا ہے اکٹھے

بعض مجالس میں ۔ میں نے ان میں بعض صفات بڑے قریب سے دیکھیں ۔ ایک تو بہت محنت کی عادت تھی دوسرے راز داری کا مادہ بہت پایا جاتا تھا اور کلیتہً ان کے اوپر انحصار کیا جاسکتا تھا۔ تیسرے وفا بہت تھی اور خلافت احمدیہ کے ساتھ تو ایسی کامل غیر متزلزل وفا تھی کہ جس کو نصیب ہو اس کے لئے یقیناً قابل رشک ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے ۔ اگر یہاں جنازہ آیا ہوا ہو تو انشاء اللہ نماز جمعہ کے بعد یہیں ان کی نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ ساتھ ہی اس دعا کی بھی تحریک کرتا ہوں کہ جہاں ان کے لئے بلندئ درجات کی دعا کرتے رہیں وہاں یہ بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اگر ایک اچھا خادم ہم سے اٹھالے تو اس کی جگہ ہزار اچھے خادم ہمیں عطا کرے۔ کیونکہ کام بہت ہے اور طاقت کم ہے۔ بہت زیادہ کام ہے دنیا میں ۔ ابھی تو ہمیں کسی ایک ملک میں بھی روحانی غلبہ نصیب نہیں ہوا۔ تو اچھے کارکن اگر اٹھتے چلے جائیں اور ان کی جگہ بہت سے اور اچھے کارکن جگہ لینے کیلئے آگے نہ آئیں تو کام کیسے چلے گا۔ توکل اللہ ہی کی ذات پر ہے اور وہی کام کو چلائے گا۔ مگر ہمارا فرض ہے کہ بندگی کا حق ادا کرتے ہوئے عاجزانہ دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اچھے کارکنوں سے کبھی بھی خالی نہ رکھے۔ ایک لے تو اس کی جگہ ہزار اور دے اور یہ سلسلہ فضلوں ، رحمتوں اور برکتوں کا آگے ہی آگے چلتا چلا جائے۔

خطبہ کے بعد فرمایا:

’’جنازہ آچکا ہے۔ میں نماز جمعہ کے بعد اور سنتوں سے پہلے نماز جنازہ پڑھاؤں گا۔ اس کا طریق یہ ہوگا کہ چونکہ محراب میں امام اور میت کے درمیان دیوار ہے اس لئے میں فرض پڑھانے کے بعد باہر چلا جاؤں گا۔ ایک صف باہر بن جائے گی۔ باقی احباب اپنی اپنی صفوں میں کھڑے رہیں اور نماز جنازہ میں شامل ہوں۔‘‘

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵ رجولائی ۱۹۸۲ء)